چمن زادیم و ازیک شاخساریم

قاضی حسین احمد

الحمد للہ رب العالمین – و افضل الصلوات و التسلیم علی حبیبنا و حبیب ربنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

آج کل مجھے یورپ کے مختلف ممالک میں مقیم پاکستانی اور غیر پاکستانی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے اجتماعات سے خطاب کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی اہل علم و دانش اور صحافی حضرات سے بھی گفتگو ہوتی ہے۔ یورپ میں مقیم مسلمانوں سے میری گزارش یہی ہوتی ہے کہ وہ یہاں اسلام اور امت مسلمہ کے سفیر ہیں' اور اسلام کو اپنے قول اور عمل سے بہترین شکل میں اپنے غیر مسلم ہمسایوں کے سامنے رکھیں۔ مغربی مفکرین اور اہل قلم کو اسلام اور بالخصوص اسلامی تحریکوں سے متعلق بے شمار خدشات لاحق ہیں' میں اسلامی تحریکوں کے نمائندہ کی حیثیت سے ان خدشات کو دور کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اسلام کا حسن لازوال ہے' مگر دنیا اس کی کتابی شکل سے زیادہ عملی شکل دیکھنے کی محتاج ہے۔ مسلمانوں کے قول و فعل کے تضاد نے اسلام اور دنیا کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ قرآن کہتا ہے: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔ لیکن مسلمان آپس میں بٹے ہوئے ہیں' افہام و تفہیم اور ڈائیلاگ کے ذریعے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنے کے بجائے آپس میں قتل و غارت اور جنگ و جدل کا میدان گرم رکھتے ہیں۔ ہمارے حکمران اپنے ذاتی' علاقائی اور قلیل المدت مفادات پر اسلام اور امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد کو قربان کر رہے ہیں۔

دوسری طرف مغربی قوتیں روس کے ساتھ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کو اپنا نیا دشمن تصور کر رہی ہیں۔ ان ناتواں مگر باہم دست و گریباں مسلمانوں کو عقل و فہم سے عاری' ظلم و جبر کے شیدائی' دہشت گرد' جمہوریت دشمن اور بہت کچھ گردانا جا رہا ہے' اور اس مسخ کردہ تصویر کو رائج کرنے کے لیے ان پر بنیاد پرست کا لیبل چسپاں کر دیا گیا ہے۔

بنیاد پرستی کی اصطلاح مغربی ذرائع ابلاغ کی ایجاد ہے۔ ہم بنیاد پرست نہیں' اول و آخر مسلمان ہیں۔ ہم نے بھی اپنے خیالات کو دوسروں پر تھوپنے کے لیے قوت استعمال نہیں کی اور نہ ہی بھی تشدد کو پسند کیا ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ مسلمان ہر دور میں غیر مسلم اقلیتوں کے محافظ رہے ہیں۔ مغرب کا یہ الزام بالکل غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ انڈونیشیا میں سرے سے کوئی فاتح گیا ہی نہیں اور پوری کی پوری آبادیاں مسلمان ہو گئیں۔ اگر یہ اسلام تلوار ہی کے زور سے پھیلا ہوتا تو کیا ہندوستان کے سلاطین کی تلواریں کند ہو گئی تھیں کہ برصغیر میں آج بھی مسلمان اقلیت میں ہیں۔

دراصل مغربی ذرائع ابلاغ' جن پر یہودی چھائے ہوئے ہیں' ان الزامات کی گرد اڑا کر اسلام کے چہرۂ صافی کو چھپا دینا چاہتے ہیں۔ یہ ایک جھوٹے تصور کی بنیاد پر اسلام کا ہوا کھڑا کرنے کی کوشش ہے تاکہ مذہب اور خالق سے تعلق کا پیاسا مغرب کہیں اسلام کے دلفریب حسن کو اس کی مکمل تابانی میں نہ دیکھ لے۔ مگر اللہ کو کچھ اور منظور ہے۔ جتنا جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے' اسلام اسی قدر دلوں میں گھر کر رہا ہے۔ سب سے زیادہ مخالفت فرانس میں ہو رہی ہے۔ لیکن ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے پیرس میں مجھے بتایا کہ اس جاری مخالفت کے باوجود دس افراد روزانہ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ یوکے اسلامک مشن' انگلستان کے مراکز میں بھی اوسطاً ۸ افراد روزانہ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ انگریز معاشرہ کے کئی نمایاں افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ اسلام کی طرف اس رجوع سے مغربی پریس مزید بھڑکتا ہے۔ ان یہودیوں نے صدیوں سے آباد لاکھوں فلسطینیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملک بدر کر دیا ہے۔ چند سخت جان باقی رہ گئے ہیں' یہ لوگ ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہیں تو دہشت گرد کہلاتے ہیں۔

ہندوستان نے کشمیر پر ناجائز قبضہ کیا۔ وہ ۱۹۴۸ء میں خود اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں لے کر گیا۔ اقوام متحدہ نے کشمیری قوم کے حق خود ارادیت کو تسلیم کیا۔ ۴۷ برس میں ان کا یہ تسلیم شدہ حق انھیں نہ مل سکا۔ وہ اپنا حق مانگتے ہیں' وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کی چھ لاکھ فوج ان کے گھروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ روزانہ قتل ہوتے ہیں' ان کے گھر جلتے ہیں' ان کی فصلیں تباہ کی جاتی ہیں' ان کے مویشی ذبح کیے جاتے ہیں' ان کے معصوم بچوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں' ان کی عورتوں کی عصمت دری ہوتی ہے مگر مغربی پریس' اور مغربی حکومتیں' مغربی اقوام کو دھوکا دیتے ہوئے' ظلم کے خلاف اٹھنے والے مجبور و مقہور تنگ آمد بجنگ آمد کشمیریوں کو اپنی آزادی کی جنگ لڑنے پر دہشت گرد' باغی اور بنیاد پرست کہتے ہیں۔

بوسنیا کو خود یورپی اقوام نے ایک آزاد ملک کے طور پر تسلیم کیا۔ یہ ان کی ڈپلومیٹک مجبوری تھی'

لیکن ان کا عزم مصمم تھا کہ یورپ کے قلب میں اسلام کا چراغ نہ جلنے پائے۔ اب سب مل کر ایک طے شدہ اسکیم کے تحت ختم کر رہے ہیں، اس پر اسلحہ خریدنے کی پابندی ہے، اور یورپ اور باقی دنیا خاموشی کے ساتھ ایک قوم کی قوم کو مرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

چیچنیا کبھی روس کا حصہ نہیں رہا ہے، اس پر قبضہ کیا گیا تھا۔ اس وقت روس پوری قوت سے ان پر چڑھائی کیے ہوئے ہے، آبادیوں کو ملبہ بنا دیا گیا ہے، لاکھوں قتل کیے جا چکے ہیں، مگر مسلمان حکمرانوں کو اس ظلم پر احتجاج تک کی توفیق نہیں۔

ہم ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں ہمیں ذبح کیا جاتا ہے، گھروں سے نکالا جاتا ہے، بے عزت کیا جاتا ہے اور جب ہم احتجاج کرتے ہیں تو الٹا ہم ہی پہ الزام آتا ہے کہ تم دہشت گرد ہو، انتہا پسند ہو، اور جمہوری اور آئینی طریقے کے بجائے قوت استعمال کرتے ہو۔

مغرب کی کوشش ہے کہ ہمیں آپس میں لڑائے۔ کہیں فرقوں کی بنیاد پر ہمیں نسل اور زبان کی بنیاد پر ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ ترکوں کو کردوں سے، فارسی بولنے والوں کو پشتو بولنے والوں سے، بلوچوں کو پٹھانوں سے، عراقیوں کو کویتیوں سے لڑائے۔ افغانستان میں تاجک، پختون اور ازبک کا جھگڑا پیدا کرے، پاکستانیوں کو سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتون اور مہاجر بنا دے۔

یہ ظلم ہے۔ اس ظلم سے نجات کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، اپنے موقف کو بہترین الفاظ اور حسن عمل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

مسلمان بظاہر مغلوب ہیں اور شکست سے دوچار ہیں، لیکن مغرب کی پریشانی میں کمی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ وہ نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر تک اسلام سے محبت کے مظاہر دیکھتے ہیں۔ قناعت کی زندگی گزارنے کا عملی ثبوت، جہاد میں سب کچھ لگا دینے کی عملی شہادت، اور میدان میں موت پانے کی تمنا، مفلوک الحال مسلمانوں کی متاع دنیا سے بے نیازی اور میدان جنگ میں بے جگری کے مناظر دیکھ کر انھیں خوف آتا ہے۔ تمام مخالفانہ پروپیگنڈے کے علی الرغم، خود یورپ کے دل میں اسلام کا فروغ ان کے لیے پریشانی کا باعث بن گیا ہے۔ ان کے اپنے مستقبل کے تخمینے بتاتے ہیں کہ آیندہ ۲۰ سال میں دنیا کا سب سے بڑا مذہب اسلام ہو گا۔

میں اہل یورپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام سے مت ڈرو۔ اسلام خطرہ نہیں، یہ تو سب کے لیے امن اور سلامتی کا پیغام ہے۔ یہ اس طمانیت، سکون اور لازوال راحت کا پیغام ہے جس کی مغربی معاشروں میں دولت و ثروت کے پجاریوں کو اشد ضرورت ہے۔ وہ یورپ جہاں معیار زندگی اپنی معراج کو چھو رہا ہے، لیکن جہاں دنیا کی تمام مادی نعمتوں کے حصول کے بعد بھی انسانی روح حقیقی

راحت اور دائمی خوشی سے محروم ہے۔

مختلف جغرافیائی خطوں سے آئے ہوئے مختلف زبانیں بولنے والے میرے دوستو' تم سب ایک ہو' یہ اختلاف رنگ و نسل و زبان بے معنی ہے۔ دین سے وابستگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے درمیان اصل قدر مشترک ہے۔ نبی ؐ کی زندگی ہمارے لیے مثال ہے' مشعل راہ ہے۔ انھوں نے انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لیے جاں گسل تگ و دو کی' انھوں نے رھبانیت اختیار نہیں کی۔ ہمیں بھی قوت پیدا کرنا ہے' مال و جان کی قربانی دینا ہے' اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دشمن کے ہاتھ سے چھیننا ہے۔ کل روئے زمین کو اللہ نے اپنے نبی ؐ کے لیے مسجد قرار دیا ہے۔ آج ہمارے آقا و مولا ؐ کی مسجد باغیوں کے قبضے میں ہے۔ اس کو واگزار کرانا ہے' اس پر اللہ کا حکم استوار کرنا ہے۔ انسانیت کو خدا کی طرف بلانے کا یہ مشن کار نبوت ہے۔ جو اس مشن کو اپنا مشن قرار دے گا' وہ کار نبوت میں معاون بنے گا' اور جو نبی کا معاون ہو گا وہ خدا کی معیت کا حقدار ہے۔ اللہ اس کا حامی و ناصر' محافظ و نگہبان ہو گا۔ یہ جہاد ہی اس امت کی رھبانیت ہے۔ اس مضمون کو ہمارے قومی شاعر حضرت علامہ اقبال نے مثنوی 'پس چہ باید کرد' میں بعنوان ' فقر' یوں باندھا ہے:

مومناں را گفت آں سلطانِ دیں مسجدِ من ایں ہمہ روئے زمیں
الاماں از گردشِ نہ آسماں مسجدِ مومن بدست دیگراں
سخت کوشد مومن پاکیزہ کیش تابگیرد مسجدِ مولائے خویش
اے کہ از ترکِ جہاں گوئی مگو ترک ایں دیرِ کہن تسخیرِ او

(سلطان دین یعنی نبی پاک ؐ نے مومنوں سے فرمایا کہ میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نو آسمانوں کی گردش سے بچائے' مومن کی مسجد دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔ اے پاک طینت انسان تجھے سخت کوشش کرنی چاہیے تاکہ تو اپنے آقا ؐ کی مسجد (واپس) لے سکے۔ اے وہ شخص جو ترک دنیا کی بات کرتا ہے' ایسا نہ کہہ' اس پرانے بت کدے کے ترک کا مطلب اس کی تسخیر ہے)۔

ہمارے ملک کے گلی کوچے نوجوانوں سے بھرے پڑے ہیں' معدنی اور قدرتی وسائل کی کوئی کمی نہیں' مگر دشمن نے ہمیں پارہ پارہ کر رکھا ہے۔ آیئے' اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں' ایک امت بن جائیں' اور اللہ کا کلمہ بلند کریں' جیسا کہ ہمارے قومی شاعر اقبال کہتے ہیں کہ ؎

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و ازیک شاخساریم

تمیز رنگ و بو برما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم
(پیام مشرق)

(ہم نہ انسان ہیں' نہ ترک نہ تاتار۔ ہم ایک ہی چمن اور ایک ہی شاخ کے پھول ہیں' ہمارے اوپر رنگ و بو کی بنیاد پر فرق حرام ہے۔ اس لیے کہ ہم ایک ہی نوبہار کے پروردہ ہیں)۔

نبی ؐ کی سیرت طیبہ کا عظیم درس صبر کا درس ہے۔ صبر کے معنی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا نہیں ہے۔ مکی دور میں صبر خوف کا انکار تھا' صبر ڈٹ جانے کا نام تھا' ڈر کر گھر بیٹھنے کا نام نہیں تھا۔ مدینہ منورہ میں 'صبر کی کچھ اور صورت تھی۔ یہود کے ساتھ صلح کے معاہدے بھی کیے گئے' منافقین کو بھی برداشت کیا جاتا رہا' اٹھائیس غزوات میں نبی رحمت ؐ نے خود شرکت فرمائی۔ اقامت دین صبر کے بغیر ممکن نہیں۔ کبھی دلیل کی قوت کا سہارا لینا پڑتا ہے' کبھی خنجر آزما ہونا پڑتا ہے۔

دو صدیاں پہلے مسلمانوں کی سلطنت ختم ہو گئی۔ ہمہ پہلو جہاد سرد پڑ گیا۔ علم و تحقیق کی بساط لپٹ دی گئی۔ ادھر یورپ علم میں' تحقیق میں' انتظام میں بازی لے گیا اور شکست خوردگی نے ہمارے اندر یاسیت کو جنم دیا' ہم نے جہاد اور اجتہاد سے منہ موڑا' امت تقلید اور رہبانیت میں سکون پانے لگی۔ ہمارے دشمن حکمرانوں نے بھی ہمیں ذکر و فکر صبح گاہی میں مست رکھنا چاہا۔ صبر' استقامت' جہد مسلسل قصہ پارینہ ہوئے۔ لیکن نبی ؐ آخر کی سنت ختم ہونے کے لیے نہیں ہے۔ ان کا پیغام رہتی دنیا تک مایوس دلوں کو امید کی روشنی دکھاتا رہے گا۔ ہمارے آقا و مولا ؐ نے دنیا کو ترک نہیں کیا بلکہ دین کی کنجی سے دنیا کا دروازہ کھولا اور آج بھی آپ ؐ کے نام پر مر مٹنے میں زندگی کا راز پنہاں ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است
در شبستان حرا خلوت گزید قوم و آئین و حکومت آفرید
از کلید دیں در دنیا کشاد ہمچو او بطن ام گیتی نہ زاد

(حضور ؐ کا مقام مسلمان کے دل میں ہے۔ انھی کے نام سے ہماری آبرو ہے' آپ ؐ نے شبستان حرا میں خلوت اختیار کی اور (ایک نئی) ملت' نیا آئین اور (نئے انداز کی) حکومت عطا کی۔ آپ ؐ نے دین کی کنجی سے دنیا کا دروازہ کھولا' زمانے کے بطن سے آپ ؐ جیسا کوئی اور پیدا نہ ہوا)

اگرچہ ملتِ کفر اسلام کو مٹانے کے لیے جمع ہو رہی ہے' لیکن دوسری طرف ملتِ اسلامیہ میں بیداری کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ بوسنیا میں مسلمان ہتھیار نہیں ڈال رہا' چیچنیا نے روس کو ناکوں چنے چبوا دیے ہیں' لاکھوں مسلمانوں کو جہاد افغانستان کے نتیجے میں کمیونسٹ غلبہ سے نجات ملی ہے۔ تمام

سیکولر حکومتوں پر لرزہ طاری ہے۔ اسلام کے متوالے ہر جگہ قربانی دے رہے ہیں۔ سوڈان، یمن، ترکی، ایران اور ملیشیا اور دیگر ممالک میں اسلام اور نبی پاک ؐ سے محبت رکھنے والے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسلام ہماری ترقی کا پہلے بھی ضامن رہا ہے آیندہ بھی یہی ضامن ہے۔ اور میری آنکھیں مستقبل قریب میں امت مسلمہ کا عروج دیکھ رہی ہیں۔ اور میں اقبال کے الفاظ میں اس نوید پر اپنی بات ختم کرتا ہوں

عطا مومن کو درگاہ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی
اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل
نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کمیابی
(بانگ درا)

(یہ تقریر برلن، جرمنی میں (جون ۹۵) مسلمانوں کی ۲۲ مقامی تنظیموں کے رہنماؤں کے ایک اجلاس میں کی گئی) (مرتبہ: طیب ابو عادل)

ادارہ منشورات اسلامی منصورہ لاہور

فی ظلال القرآن	فی ظلال القرآن	مصنوعات
جلد اول پارہ ۱ تا ۴	جلد دوم پارہ ۵ تا ۸	☆ وال کلاک
سائز ۱۸/۲۳x۳۶	سائز ۱۸/۲۳x۳۶	☆ پرس
صفحات ۹۶۱	صفحات ۱۲۶۶	☆ ہینڈ بیگ
کاغذ فلائنگ	کاغذ فلائنگ	☆ کی رنگ
۵۵ گرام	۵۵ گرام	☆ ہاتھ کی گھڑیاں
ہدیہ ۲۵۰ روپے	ہدیہ ۳۲۵ روپے	☆ لیٹر پیڈ